اکرام اللہ جان قاسمی *

مملکت اسلامیہ پاکستان میں عیسائی مبلغین کا شفائیہ اجتماع اور اسلام کا نقطہ نظر

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات (Complete Code of Life) جو زندگی کے ہر شعبہ' ہر مرحلہ اور ہر مشکل میں مکمل راہنمائی کا فریضہ انجام دیتا ہے اسلام سے قبل کے تمام مذاہب چند عبادات اور مذہبی رسوم تک محدود تھے اور اس کے علاوہ زندگی کے دیگر شعبوں مثلاً سیاست' معاشیات' معاملات اور معاشرت و مدنیت کے اکثر پہلوؤں کے بارے میں یکسر خاموش نظر آتے ہیں بلکہ بعد میں عیسائیت نے تو آکر واضح طور پر دین و دنیا کے الگ الگ ہونے کا تصور دیا اس دین میں کسی کے لئے جائز نہیں تھا کہ کسی دینوی مسئلے کا حل اپنے دین میں تلاش کرتا چنانچہ کلیساء نے اس اصول کا بر ملا اعلان کیا کہ "کلیساء کو کلیساء کا حق دو اور قیصر کو قیصری کا" گویا دونوں کے راستے بالکل جدا جدا تھے اس اصول کا ماخذ موجودہ انجیل کی یہ عبارت تھی جس میں حضرت عیسیٰ سے پوچھا گیا تھا کہ "قیصر (بادشاہ) کو جزیہ دینا روا ہے یا نہیں؟ یسوع نے ان کی شرارت جان کر کہا کہ اے ریاکارو! مجھے کیوں آزماتے ہو؟ جزیہ کا سکہ مجھے دکھاؤ۔ وہ ایک دینار اس کے پاس لے آئے۔ اس نے ان سے کہا یہ صورت اور نام کس کا ہے؟ انہوں نے اس سے کہا قیصر کا۔ اس پر اس نے کہا پس جو قیصر کا ہے قیصر کو اور جو خدا کا ہے خدا کو ادا کرو (انجیل متی ۲۲: ۱۷ تا ۲۱)

انجیل کی ان آیات کا پس منظر یہ تھا کہ یہود علماً حضرت عیسیٰؑ کے دشمن تھے وہ ایسے سوالات کرتے جس سے حضرت عیسیٰؑ کو پھانسنے کی کوشش کرتے۔

مذکورہ سوال میں بھی یہ شرارت چھپی ہوئی تھی کہ اگر عیسیٰؑ بادشاہ کے حکم کے خلاف فتویٰ دیں گے کہ ان کو جزیہ نہ دیا جائے تو ان کے خلاف بادشاہ کے ہاں بغاوت کا مقدمہ درج کرا دیں گے اسلئے حضرت عیسیٰؑ نے

---

* نائب مہتمم جامعہ البنات الاسلامیہ' سرڈھیری چارسدہ۔

فرمایا" مجھے کیوں آزماتے ہو"۔ یہاں ہم اس بحث کی طرف جانا نہیں چاہتے کہ اس وقت قیصر (بادشاہ) یہودی تھا اور اس کی نظر میں عیسائی کافر تھے لہذا ان کے اوپر جزیہ لگادیا تھا۔ اب جب عیسیٰؑ بحیثیت نبی تشریف لائے تو چاہیے تھا کہ اپنی امت کو اس ظالمانہ ٹیکس کی ادائیگی سے روکتے چہ جائیکہ اس کی ادائیگی کا حکم کرتے ہیں انجیل کی مذکورہ آیات کے پیش نظر حضرت عیسیٰؑ نے جہاں دین و دنیا کے درمیان ایک واضح لکیر کھینچ دی ہے وہاں جزیہ کی ادائیگی کا حکم دے کر اپنی امت کو نافرمانوں میں بھی شمار کیا ہے کیونکہ جزیہ کافر ادا کرتے ہیں تاہم قارئین یہ بات ذہن میں رکھیں کہ یہ طنز نہ تو حضرت عیسیٰؑ پر کیا جارہا ہے اور نہ اصل انجیل پر کیونکہ وہ مبارک ہستی اور وہ سچی کتاب دونوں ان لغویات سے پاک تھیں یہ طنز دراصل موجودہ انجیل پر ہے جو تحریف و تبدیل کے باعث خرافات اور تضادات کا مجموعہ بن چکی ہے۔

اس کے برعکس جب ہم کہتے ہیں کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس میں فرد کے ذاتی مسائل سے لے کر عالمی سیاست کے مسائل تک اور قدیم سے لے کر قیامت تک کے مسائل کا حل موجود ہے اس دین نے نہ صرف انسان کو عبادات کا حقیقی نظام دیا ہے بلکہ معاشرت، معاملات، معاشیات اور سیاست و سیادت کے وہ رہنما اصول دیئے ہیں جن کی نظیر سابقہ ادیان و مذاہب میں ڈھونڈے سے نہیں ملتی یہ محض دعویٰ نہیں بلکہ اس بات کا اعتراف خود عیسائی مفکرین کو بھی ہے۔ چنانچہ برطانیہ کے شہرہ آفاق ادیب، فلسفی اور ماہر تعلیم سر تھامس کارلائل (Sir Thomas Carlyle) (۱۷۹۵ء تا ۱۸۸۱ء) نے جب اسلام کا گہرا مطالعہ کیا اور اپنی معرکۃ الآراء کتاب "Hero and Hero Worship" (مشاہیر اور مشاہیر پرستی) لکھی تو انہوں نے اسلام کی حقانیت اور سابقہ مذاہب کی فرسودگی کا برملا اظہار کیا یہاں تک کہ عیسائیت کے بارے میں لکھا کہ "ایک گال پر تھپڑ لگے تو دوسرا گال آگے کر دو" والا اصول ہر دور میں نہیں چل سکتا لیکن اسلام کا "آنکھ کے بدلے اور ناک کے بدلے والا اصول ہر دور میں چل سکتا ہے"

جب ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ اسلام تمام انسانی مسائل و ضروریات کا حل پیش کرتا ہے تو ضروری ہے کہ اس میں انسان کی اہم ضرورت "صحت" کا بھی خیال رکھا گیا ہو اور اس میں انسان کو لاحق ہونے والے امراض کے لئے شفا کا عنصر بھی موجود ہو چنانچہ اس حوالہ سے جب ہم قرآن و حدیث کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں کچھ واضح اصول، راہنما ہدایات اور دیرپا علاج نظر آتے ہیں، قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے جو مختلف نام دیے ہیں ان میں ایک "شفاً" کا نام بھی دیا گیا ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ سورۃ فاتحہ ہر بیماری کیلئے شفا ہے۔ قرآن کریم میں ہے وشفأ لما فی الصدور۔ یہ قرآن کریم باطنی امراض کا علاج ہے۔ (یونس ۵۷)

دوسری جگہ ہے:

و ننزل من القرآن ماهو شفاء ورحمة للمومنين (بنی اسرائیل ۸۲)

"قرآن کی کچھ آیات ہم نے وہ نازل کی ہیں جو مومنوں کیلئے شفااور رحمت ہیں"

ایک جگہ ارشاد ہے: قل هو للذين امنوا هدیً وشفأ

"آپ فرما دیجئے کہ یہ قرآن ایمان والوں کے لئے ہدایت اور شفأ ہے (حم سجدہ ۴۴)

اس کے علاوہ احادیث مبارکہ میں بہت سی بیماریوں کے علاج مذکور ہیں حدیث کی کتابوں میں مستقل کتاب الطب اور کتاب الدواء مذکور ہیں نیز مسلم علمأ نے طب نبوی پر مستقل اور ضخیم کتابیں لکھی ہیں جن پر عمل کر کے ہر مسلمان روحانی و جسمانی امراض سے نجات حاصل کر سکتا ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسے جامع دین اور روحانی و جسمانی امراض سے شفأ دلانے والی معجز کتاب یعنی قرآن پاک کے ہوتے ہوئے کسی مسلمان کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی باطل دین کا رخ کرے اور گمراہ لوگوں کے ہتھے چڑھ کر اپنی دنیا و آخرت تباہ کرے؟ اس سلسلے میں شرعی مسئلہ کی طرف ہم آخر میں آئیں گے پہلے آتے ہیں شفاعیہ اجتماع کے نام پر عیسائیت کے پرچار کی خاطر مذہبی ڈرامہ رچانے کی طرف، مگر اس سے قبل چند ایک اصولی باتوں کو ذہن میں رکھئے۔

بعض لوگوں کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یورپ و امریکہ میں اسلام کی تبلیغ کی آزادی ہے پھر کیوں نہ پاکستان میں عیسائیت کی تبلیغ کی اجازت دی جائے؟ سو گزارش ہے کہ امریکہ و یورپ قانونی لحاظ سے عیسائی نہیں بلکہ سیکولر ممالک ہیں یعنی ان ممالک میں ہر مذہب کی کھلی چھٹی ہے اور ہر مذہب کی تبلیغ کی اجازت ہے جبکہ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے اس کا سرکاری نام "اسلامی جمہوریہ پاکستان" ہے یہ ملک بیش بہا قربانیوں کے بعد اسی لئے حاصل کیا گیا تھا کہ یہاں پر خالص اسلامی اصول و قوانین کا نفاذ ہو گا اور اسے دیگر مذاہب و ادیان کی آمیزش سے دور رکھا جائے گا ورنہ ہندوؤں کے ساتھ ہماری اور کوئی دشمنی نہیں تھی لہذا یہاں پر غیر اسلامی مذاہب کی تبلیغ قانونی طور پر ممنوع ہے۔

دوسری بات جس کا ہم نے تجزیہ کرنا ہے یہ ہے کہ شفائیہ اجتماع کے نام پر پشاور، لاہور، ڈیرہ اسماعیل خان اور ملک کے دیگر شہروں میں تبلیغی ڈرامہ رچانے والے عیسائی مبلغین کے ہاتھوں میں واقعی شفأ ہے اور کیا واقعی ان کے ہاتھوں کچھ لوگ شفایاب ہوئے ہیں؟ اس پر بحث کرنے سے قبل یہ وضاحت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں انبیاء کرامؑ کو انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے بھیجا ہے اور ان کے ہاتھ سے چند ایسے واقعات ظہور پذیر فرمائے ہیں جس کے کرنے سے سارے انسان عاجز رہے ہیں ایسے واقعات کو معجزات کہا جاتا ہے یہ معجزات عموماً ایسے خرق عادت کاموں پر مشتمل ہوتے تھے جن تک رسائی حاصل کرنے کیلئے اس وقت کے انسان باوجود ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے نہ پہنچ پائے تھے مثلاً نزول قرآن کے وقت عرب قوم فصاحت و بلاغت

اور زبان دانی میں ضرب المثل تھی یہاں تک کہ اپنے علاوہ دنیا کی دیگر قوموں کو عجم یعنی گونگے کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی صورت میں فصاحت وبلاغت کا وہ شاہکار معجزہ نازل فرمایا کہ عرب لوگ سر توڑ کوششوں کے باوجود اس کی پوری نظیر تو کیا اس جیسی ایک آیت بھی پیش نہ کر سکے یہاں تک کہ ان کے فصیح وبلیغ لوگ چیخ اٹھے ما ھذا قول البشر یہ انسانی بول نہیں بلکہ رحمانی کلام ہے اور اس وقت سے آج تک کوئی بھی انسان اس کی صوری و معنوی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں طب (Medical) کا شعبہ بڑے عروج پر تھا اور اس وقت کے طبیبوں نے سوائے موت' پیدائشی نابینا پن اور برص کے تقریباً تمام رائج الوقت بیماریوں کا علاج دریافت کر لیا تھا۔ سوچا جائے تو موت' پیدائشی نابینا پن اور برص کا علاج آج تک دریافت نہ ہو سکا پھر ان میں موت اپنی جگہ ایک اٹل حقیقت ہے جس نے ہر حال میں آنا ہے اور اس کا کوئی علاج ممکن نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰؑ کو یہی معجزات دیئے جس سے انسانیت عاجز تھی یعنی مردوں کو زندہ کرنا' مادر زاد اندھوں کو درست اور برص کے بیماروں کو ٹھیک کرنا وغیرہ۔ قرآن کریم میں جہاں ان معجزات کا ذکر ہے وہاں حضرت عیسیٰؑ نے باذن اللہ کے الفاظ فرمائے ہیں یعنی یہ سب کچھ میں اپنی طاقت سے نہیں بلکہ خدا کے حکم و طاقت سے کرتا ہوں یہ میرا ذاتی کمال نہیں ہے مگر موجودہ انجیل اس کو حضرت عیسیٰؑ کی ذاتی صفت گردانتی ہے پھر ایک قاعدہ کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کو معجزات اس لئے عطا فرمائے ہیں کہ لوگ انہیں دیکھ کر ایمان لائیں گویا اصل مقصود لوگوں کو راہ راست پر لانا ہے اور معجزات مقصود بالذات نہیں ہیں بلکہ دین کی طرف لانے کے اسباب ہیں نیز ایک اصولی بات یہ ہے کہ انبیاء کرامؑ معجزات کے ذریعہ اپنی ذات کی طرف نہیں بلکہ خدا کی ذات کی طرف دعوت دیتے ہیں تیسری اصولی بات یہ ہے کہ معجزات کا ظہور کبھی کبھار ہوتا ہے اور نبی کی عمومی زندگی دعوت الی اللہ اور تعلیم دین کے لئے وقف ہوتی ہے جبکہ چاروں انجیلوں کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰؑ ایک نبی سے زیادہ طبیب و حکیم ہیں وہ معجزہ کے ذریعے ان کے جسموں کو درست کرتے ہیں مگر ان کے ایمان' اعمال اور اصلاح احوال کی فکر نہیں کرتے۔ ہر وقت بیماروں کی ایک بھیڑ ہے کہ ان کے پیچھے لگی ہوئی ہے اور اکثر اوقات عیسیٰؑ ان سے چھپتے پھرتے ہیں یا جس مریض کو تندرست کر دیں اس سے کہتے ہیں کہ کسی اور کو تو مت بتانا ظاہر ہے یہ خرافات انجیلوں میں بعد میں شامل کئے گئے ہیں۔

حضرت عیسیٰؑ کا بیماروں کا شفا بخشنے سے متعلق بحث میں جملہ معترضہ کے طور پر ایک علمی لطیفہ کا ذکر کرنا قارئین کی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا یہ علمی لطیفہ جو کہ ایک حقیقت ہے عیسائیوں کے فراڈ' دین میں خیانت اور انجیل میں تحریف کی بدترین اور بھونڈی مثال ہے۔ ہوا یوں کہ شفائیہ ڈرامہ کے دنوں میں ان عیسائی مبلغین نے ایک اشتہار پر انجیل کی کچھ آیتیں مع حوالہ کے لکھ دی تھیں جن میں عیسیٰؑ کی شفاء بخشی کی بحث تھی۔ میں نے

بغرض تحقیق انجیل کی مذکورہ جگہ دیکھی تو وہاں ایک واقعہ مذکور تھا۔ واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ بقول موجودہ انجیل کے یوحنا یعنی حضرت یحییٰ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے تو کچھ عرصہ کے بعد حضرت عیسیٰؑ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کئے گئے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ہر نبی آخری پیغمبر یعنی خاتم النبیین حضرت محمدؐ کے انتظار میں رہتا تھا اور آپؐ کی ملاقات کا خواہش مند ہوتا تھا۔ جب حضرت یحییٰ نے حضرت عیسیٰؑ کی آمد اور ان کے معجزات کے بارے میں سنا تو شبہ ہوا کہ شاید یہ نبی آخر الزمان ہوں اسلئے تحقیق احوال کیلئے اپنے شاگردوں (صحابہ) کو بھیج کر دریافت کیا کہ کیا نبی آخر الزمان آپ ہیں جس کے ہم منتظر تھے یا ابھی وہ نہیں آئے تاکہ ان کا انتظار کیا جائے؟ حضرت عیسیٰؑ نے موضوع سے بالکل ہٹ کر یہ جواب دیا کہ دیکھو میں اندھوں کو ٹھیک کرتا ہوں، لنگڑوں، کوڑھیوں اور بہروں کو تندرست کرتا ہوں۔ جاؤ یوحنا کو یہی پیغام دو۔ ذرا سوچئے کیا نبی کی یہ شان ہے کہ وہ سوال کچھ اور جواب کچھ دے یا نبی حقیقت چھپانے کیلئے بات گول مول کر دیتا ہے یا کیا نبی اپنے بیان میں مخاطب کو دھوکہ دیتا ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ عیسیٰؑ نے پوری وضاحت کے ساتھ کہہ دیا ہوگا کہ میں نبی آخر الزمان نہیں ہوں بلکہ وہ میرے بعد آنے والے ہیں لیکن چونکہ اس عبارت سے عیسائیت کی پوری عمارت دھڑام سے گر جاتی ہے لہذا عیسائیوں نے یہاں سے اصل جواب حذف کر دیا ہے اور دور کی کڑی ملا دی ہے تاکہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری۔ اب انجیل کی اصل عبارت ذیل میں ملاحظہ کریں۔ یقیناً اس فراڈ کو آپ بھی صاف محسوس کریں گے اور انکی روایتی عیاری و مکاری کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکیں گے۔ انجیل لوقا میں ہے:

"اور یوحنا (یحییٰؑ) کو اس کے شاگردوں نے ان سب باتوں کی خبر دی (یعنی حضرت عیسیٰؑ کی آمد اور معجزات) اس پر یوحنا نے اپنے شاگردوں میں سے دو کو بلا کر خداوند (عیسیٰؑ) کے پاس یہ پوچھنے کو بھیجا کہ آنے والا تو ہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ دیکھیں۔ انہوں نے اس کے پاس آکر کہا یوحنا بپتسمہ دینے والے نے ہمیں تیرے پاس یہ پوچھنے کو بھیجا ہے کہ آنے والا تو ہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ دیکھیں؟ اسی گھڑی اس نے بہتوں کو بیماری اور آفتوں اور بری روحوں سے نجات بخشی اور بہت سے اندھوں کو بینائی عطا کی۔ اس نے جواب میں ان سے کہا کہ جو کچھ تم نے دیکھا اور سنا ہے جا کر یوحنا سے بیان کر دو کہ اندھے دیکھتے ہیں لنگڑے چلتے پھرتے ہیں کوڑھی پاک وصاف کئے جاتے ہیں، بہرے سنتے ہیں، مردے زندہ کئے جاتے ہیں" (انجیل لوقا ۷: ۱۸ تا ۲۲)

حضرت عیسیٰؑ کو ودیعت کردہ مذکورہ معجزات کی بنا پر عیسائی مبلغین اب اپنے آپ کو زمانہ کے قدیم حکیم و طبیب کہلاتے ہیں کیونکہ وہ اپنے آپ کو حضرت عیسیٰؑ کے جانشین خیال کرتے ہیں مگر وہ یہ بھول گئے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ تشریف لے گئے ہیں تو ایک متعصب یہودی پولوس (سینٹ پال) جس نے ساری زندگی

حضرت عیسیٰؑ کی مخالفت میں گزاری تھی عیسائیت کا لبادہ اوڑھ کر عیسائیت کا ستیاناس کر دیا اس نے حضرت عیسیٰؑ کو خدا یا خدا کا بیٹا بنایا' روح القدس کو خدا کے ساتھ خدائی میں شریک کیا اور تثلیث کا پیچ در پیچ سمجھ نہ آنے والا عقیدہ ایجاد کیا اور حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات یکسر ختم کر کے اس کی جگہ بے شمار بدعات و خرافات کو رواج دیا۔ آج کے عیسائی مبلغین دوسروں کا علاج کیا کریں گے وہ بچارے خود بیمار اور محتاج ہیں۔

اب سنئے شفائیہ اجتماع کا ڈرامہ۔ جو لوگ وہاں گئے ہیں ان کی زبانی سنا کہ اصل مقصد عیسائیت کی تبلیغ تھی کہ جب مریض ان کے پاس جاتے سب سے پہلے ان کو عیسائیت کی تعلیم دیتے' حضرت عیسیٰؑ کو نجات دھندہ اور شفا دھندہ بتلاتے۔ تثلیث کا عقیدہ بتاتے اور یہ کہ زمین و آسمان کا سارا تصرف حضرت عیسیٰؑ کے ہاتھوں میں ہے۔ بعض مریضوں کو بلا کر ان سے یہ کفریہ اور شرکیہ کلمات سٹیج پر کہلواتے کہ یسوع مسیح شفاء دینے والا اور نجات دھندہ ہے وغیرہ۔ پھر اس سلسلے میں سب سے بڑا فراڈ یہ کھیلا کہ یہ عیسائی مبلغین اپنے ساتھ بعض ٹرینڈ قسم کے لوگ لائے تھے جو ایک خاص انداز سے اپنے ہاتھ پاؤں کو توڑ مروڑ کر اور آنکھوں کو گھما پھرا کر ایک خاص زاویہ پر رکوا لیتے تھے۔اور بالکل معذور نظر آتے تھے پھر بڑا پادری ان میں سے ایک کو سر عام بلا کر دم پڑھنا شروع کرتا اور کہتا کہ اب عیسیٰؑ اس کو شفا دے گا وہ دم پڑھتا جاتا اور یہ زر خرید مریض اپنے آپ کو آہستہ آہستہ معمول پر لانا شروع کرتا اور تھوڑی دیر کے بعد مکمل درست حالت میں آجاتا۔ جاہل لوگ دیکھتے کہ لنگڑا درست ہو گیا شل ہاتھ صحیح ہو گیا' اندھا دیکھنے لگا اور بہرا سننے لگا۔ پھر کیا تھا جاہل مسلمان اور دین سے بے بہرہ عوام اپنی عقیدت اور اخلاص ان پر نچھاور کر دیتے اور اپنے آپ کو دولت ایمان سے محروم کر کے تہی دامن واپس لوٹتے۔ جو مریض باہر سے آتے ان میں سے کسی ایک مریض کو سر دست صحت نہیں مل سکی ان سے کہا جاتا کہ جاؤ تم کو ایک مہینے میں' ساٹھ دن میں' نوے دن میں شفا ملے گی۔ بندہ کی کئی ایسے مریضوں سے ملاقات ہوئی یقین جانئے کسی ایک مریض کو ایک فیصد بھی شفا نہیں ملی۔ وہ ایک ڈرامہ تھا جو اپنے مذہب کی تبلیغ کے لئے رچایا گیا تھا۔ اگر ان عیسائی مبلغین کو واقعی شفا بخشی کا دعویٰ ہے تو میں اس مضمون کے ذریعہ پوری دنیا کے مسیحی مبلغین کو چیلنج کرتا ہوں کہ آئیں اور وہ اپنے ساتھ لائے ہوئے زر خرید مریض نہیں بلکہ ہمارے پیش کردہ مریضوں کو علی الاعلان شفا بخش دیں اگر وہ اس طرح کر سکیں تو میں ان کا غلام بننے کے لئے تیار ہوں لیکن :

فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارة ۔ اعدت للکافرین (البقرة ۲۴)

" پس اگر تم اس طرح نہ کر سکو اور یقیناً تم ہر گز اس طرح نہیں کر سکو گے تو پھر ڈرو جہنم کی اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر بنیں گے اور وہ کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے "

جہاں تک عیسیٰؑ کی شفا بخشی کا تعلق ہے تو یہ معجزہ ان کی حیات دینوی تک محدود تھا جب وہ دنیا سے اٹھائے گئے یا عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق پھانسی پر چڑھا دیئے گئے تو یہ معجزہ ختم ہو گیا لیکن عیسائیوں نے بعد میں حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا درجہ دیا انجیل میں ہے کہ

"وہ پھانسی پر چڑھنے کے بعد آسمانوں پر اٹھائے گئے اور وہ خدا کی داہنی طرف بیٹھ گئے "(انجیل مرقس ۱۵: ۱۹)

گویا خدا کے ساتھ خدائی میں شریک ہو گئے (نعوذ باللہ) اگرچہ عیسیٰؑ کو خدا ماننے کا تصور بھی موجودہ عیسائیت کے مطابق بڑا دلدوز اور خلاف عقل ہے۔ ذرا سوچئے جو کسی وقت میں موجود ہی نہیں تھے پھر وجود میں آنے سے پہلے جس "خدا" نے انسانی رحم مادر میں پرورش پائی پھر عام انسانوں کی طرح جنم کے جملہ مراحل سے گزرے' باپ نہ ہونے کی وجہ سے یتیم جیسی زندگی گزاری' جس خدا نے ہمیشہ گدھے پر سفر کیا ہو' جس کے دنیا میں صرف بارہ شاگرد (صحابی) تھے جنھوں نے آخری سخت وقت میں آپ کا ساتھ چھوڑا یہاں تک کہ ان بارہ میں سے ایک (یہوداہ اسکریوتی) نے صرف تیس روپے کی لالچ میں آکر آپ کو پھانسی کے لئے یہود کے ہاتھ گرفتار کرایا' ان میں سے ایک قریبی دوست پطرس نے حضرت عیسیٰؑ کا آخری وقت میں تین بار انکار کیا اور باقی سب آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ پھر حضرت عیسیٰؑ کی انتہائی تذلیل کی گئی اور بالآخر انتہائی بے بسی' حسرت و افسوس اور ناامیدی کی حالت میں سولی پر چڑھا دیئے گئے (دیکھئے انجیل متی باب ۲۶ / انجیل لوقا باب ۲۲)
بھلا وہ کیسے خدا ہو سکتا ہے اور جو اپنے آپ کو نہ بچا سکا وہ حیات جاوید پا کر کیسے پوری کائنات کے لئے نجات دہندہ بنا اور شفا بخشی کا فریضہ انجام دیتا رہا؟

یہاں پر ایک نکتہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ کسی کو یہ اعتراض نہیں ہونا چاہیے کہ عیسائیوں کے پاس بغرض علاج جانے سے کیوں روکا جاتا ہے کیونکہ اسلام کے سینے میں اس قدر وسعت ہے کہ جسمانی علاج دواؤں وغیرہ کے ذریعہ کرانے کے لئے کسی بھی مذہب والوں کے پاس جایا جا سکتا ہے۔ روایات میں ہے کہ ایک عیسائی حکیم رسول اکرمؐ کے زمانے میں مدینہ میں آیا اور اس نے عرصہ تک مسلمانوں کے علاج کے لئے اپنی دوکان کھولی رکھی۔ اس طرح آپ دیکھتے ہیں کہ مسلمان روز روز یورپ و امریکہ بغرض علاج جاتے ہیں اور وہاں کے ہسپتالوں سے علاج کراتے ہیں یہاں بات عقیدے اور روحانی علاج کی ہے کہ جہاں عقیدہ بدلا جاتا ہو اور روحانی علاج اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب سے کیا جاتا ہو خاص کر عیسیٰؑ کو نجات دہندہ اور شفا بخشنے والا یا اس کے مذہب کے پیروکار موجودہ پادریوں کو شفا بخشنے والا مانا جاتا ہو اسلامی نقطہ نظر سے یہ ناجائز اور حرام ہے۔

اب آخر میں اس بحث کو چند ایک ضروری سوالات اور ان کے جوابات کے بعد سمیٹتا ہوں۔ پہلا سوال

یہ ہے کہ مملکت اسلامیہ پاکستان میں ایسے شفائیہ اجتماع منعقد ہونے پر حکومت پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے ؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ ایسی صورت حال میں علمأ کرام کی کیا ذمہ داری ہے ؟

تیسرا سوال یہ ہے کہ جو مسلمان اس اجتماع میں بغرض حصول شفأ گئے ہیں ان کا کیا حکم ہے ؟

پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ پاکستان چونکہ اسلام کے نام پر بنا ہے اور اس میں غیر اسلامی سرگرمیوں پر قانوناً پابندی ہے لہذا حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ملک میں اس قسم کی سرگرمیوں کی ہرگز اجازت نہ دے یہ پروگرام اگرچہ چرچوں کے اندر ترتیب دیئے گئے تھے مگر اس کے لئے تمام مسلمانوں کو دعوت دی گئی تھی گو اسلامی ملک میں کفر کی طرف برملا دعوت دی گئی جو صریحاً قانون کی خلاف ورزی ہے لہذا حکومت کو اس کا سختی کے ساتھ نوٹس لے کر محاسبہ کرنا چاہیے اور ملوث افراد کو کسی سے ڈرے بغیر کڑی سزا دینی چاہیے تاکہ آئندہ اس ملک میں کوئی اسطرح کفر کی طرف برملا دعوت نہ دے سکے ہاں اگر وہ صرف اپنے اہل مذہب کے لئے چرچوں کے اندر اس طرح پروگرام ترتیب دیں تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ یہ ان کا عقیدہ ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ ایسے موقع پر علمأ کرام کی کیا ذمہ داری ہے ؟ اس کا جواب ظاہر ہے کہ دین اسلام کی حفاظت علمأ کرام کی ذمہ داری ہے۔ خصوصاً جب مسلمان کفر و شرک کی طرف جا رہے ہوں تو اس کفر و شرک کا منبع بند کرنا اور اس میں گرنے والے مسلمانوں کو ہاتھ سے پکڑ کر واپس کرنا انکی اہم ترین ذمہ داری ہے۔ علماء کا اس وقت یہ فرض بنتا تھا کہ ان عیسائی مبلغین کو چیلنج کرتے' ان کے ساتھ مناظرہ کرتے' عوام الناس کو اس کے مفاسد سے آگاہ کرتے' ان کے فراڈ کو طشت از بام کرتے اور کسی مسلمان کو ان کے قریب نہ پھٹکنے دیتے۔ تمام علمأ متحد ہو کر حکومت سے اس کی بندش کا مطالبہ کرتے' ڈیڈ لائن دیتے اور اگر حکومت تعاون کرتی نظر نہ آتی تو وہ کسی حد کو بھی پار کرنے کا حق رکھتے تھے کیونکہ کفر و شرک عظیم فتنہ ہے۔ والفتنہ اشد من القتل۔ کفر و شرک کا فتنہ قتل و غارت سے زیادہ بدتر ہے۔ اس موقع پر اگر علمائے کرام ذرا ہمت سے کام لیتے تو آئندہ کے لئے باطل کو اس طرح کھلے عام اپنی طرف دعوت دینے کی قدرت نہ ہوتی۔

تیسرا سوال کہ اس اجتماع میں جو مسلمان بغرض علاج گئے ہیں ان میں سے بعض کے منہ سے شرکیہ اور کفریہ الفاظ کہلوائے گئے ہیں کہ یسوع مسیح خدا ہے یا خدا کا بیٹا ہے وہ شفأ بخشنے والا اور نجات دہندہ ہے۔ ایسے لوگوں کا شریعت میں کیا حکم ہے ؟ اس کا جواب بھی اسلام کی رو سے بڑا واضح ہے۔

یہ تفصیل ابتدا میں گزر گئی ہے کہ دین اسلام ایک مکمل اور جامع دین ہے اس میں روحانی و جسمانی امراض سے شفایابی کے لئے اصول اور اوراد و ظائف ہیں اور اس کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے دین کی ضرورت نہیں ہے اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدۃ، ۳)

"آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین کے طور پر پسند کر لیا"

دوسری جگہ ارشاد ہے :

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ ۔ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین (ال عمران : ۸۵)

"جو کوئی بھی اسلام کے علاوہ کسی اور دین کے پیچھے پڑے گا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔"

ایک اور جگہ ہے :

فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین (الانعام : ۶۸)

"نصیحت یعنی قرآن آجانے کے بعد تم ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھا کرو۔ ظالم لوگ کافر اور مشرک ہیں کیونکہ شرک کو ظلم عظیم کہا گیا ہے اور عیسائی بھی شرک کرنے کی وجہ سے ان میں داخل ہیں لہذا جب قرآن کریم جیسی مکمل اور مفید ترین کتاب موجود ہے تو ان جیسے لوگوں کے قریب بغرض شفایابی جانا حرام ہے ویسے بھی مسلمان کا عقیدہ ہے کہ شفا خدا کے ہاتھ میں ہے کسی انسان کے ہاتھ میں نہیں۔ قرآن پاک میں حضرت ابراہیمؑ کی زبانی بیان کیا گیا ہے

واذا مرضت فھو یشفین (الشعراء، ۸۰)

جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی ذات خداوندی شفا دیتی ہے۔

اگر شفا پیغمبر کے ہاتھ میں ہوتی تو حضرت ابراہیمؑ جو ابوالانبیاء کہلاتے ہیں اپنی شفا بخشی کا اعلان کرتے۔ حضرت عیسیٰؑ نے بھی اعلان شفا بخشی کے بعد باذن اللہ کے الفاظ کہے ہیں کہ یہ معجزہ میرا ذاتی فن اور کمال نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے :

وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو (الانعام : ۱۷)

"اگر اللہ تعالیٰ تم کو کوئی تکلیف یا بیماری میں مبتلا کر دے تو اس کو صرف وہی خدا ہی دور کر سکتا ہے۔

لہذا شفائیہ اجتماع میں شرکت کرنے والوں کی دو قسم ہیں ایک وہ لوگ جو محض سیر کی نیت سے گئے ہیں یا دم کرایا مگر کوئی شرکیہ یا کفری کلمات منہ سے نکالے اور نہ ہی دل میں اس قسم کا کوئی غلط خیال پیدا ہوا۔ سو اس قسم کے لوگ گنہگار ضرور ہیں مگر کافر نہیں ان کو فوراً اپنے گناہ پر توبہ کرنا چاہیے اور آئندہ کے لئے اس قسم کے غلط ماحول میں نہ جانے کا عہد کرنا چاہیے مگر جن لوگوں نے وہاں جاکر شرکیہ اور کفریہ الفاظ منہ سے ادا کئے

ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کو خدا' خدا کا بیٹا' نجات دہندہ' یا شفا بخشنے والا کہا ہے ایسے لوگوں نے کھلم کھلا شرک کیا ہے قرآن کریم میں ہے :

لقد كفر الذين قالوا ان الله هو المسيح ابن مريم (المائدة : ۱۷)

"تحقیق وہ لوگ کافر ہو گئے ہیں جنہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰؑ ابن مریم ہی ہے۔"

لہذا یہ لوگ صراحۃً کافر ہو گئے ہیں ان کو فوراً کسی عالم باعمل کے سامنے کلمہ شہادت پڑھ کر دوبارہ مسلمان ہونا چاہیے اور اپنے گزشتہ غلط فعل پر نادم و پشیمان ہونا چاہیے اور آئندہ کے لئے اس قسم کی گندی مجالس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ورنہ اگر اسی حالت میں موت آگئی تو ہمیشہ کا خسران و نقصان ان کا مقدر ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ علمأ کرام اور عام سمجھ دار مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کو خبر دار کریں کہ وہ اس طرح کے کفریہ و شرکیہ اجتماعات میں شرکت سے پرہیز کریں تاکہ سب سے قیمتی متاع یعنی ایمان سے ہاتھ دھونے نہ پڑیں۔

آخر میں ایک ضروری انتباہ پر یہ مضمون ختم کرتا ہوں وہ یہ کہ الحمدللہ اللہ تعالیٰ نے مذہب اسلام میں یہ خوبی رکھی ہے کہ جب وہ کسی کام کو ناجائز قرار دیتا ہے تو اس کا متبادل جائز اور حلال راستہ بھی بتاتا ہے چنانچہ بیماری' پریشانی اور ضرورت ہر انسان کو پیش آتی ہے۔ مسلمان کو چاہیے کہ وہ پرسکون اور پاکیزہ زندگی گزارنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکام اور نبی کریمؐ کی سنتوں پر عمل کرے' اپنا عقیدہ درست رکھے کہ تمام اچھے یا برے حالات اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں اور ہر حال میں اس کی طرف متوجہ ہونا چاہیے نیز عبادات اور پاکیزہ اعمال اپنائے اور ساتھ دعا کو ذریعہ بنائے۔ قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں مختلف مواقع کی جو دعائیں آئی ہیں ان کی پابندی کرے ان شاء اللہ بہت سی بیماریوں اور پریشانیوں سے نجات ہو گی بعض لوگ مشکل حالات میں غلط اور گمراہ پیروں اور عاملوں کا رخ کرتے ہیں جنہوں نے عملیات اور تعویذات کا دھندہ محض دولت بٹورنے کے لئے اختیار کر رکھا ہے اور بہت سے ناجائز کام بھی محض پیسوں کے عوض کر دیتے ہیں ایسے حالات میں کسی عالم باعمل کی طرف رجوع کرنا چاہیے جو قرآن و سنت کی روشنی میں راہنمائی کرتا ہو اور کسی قسم کا کوئی معاوضہ نہ لیتا ہو۔

اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتبعاعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه.

﴿ اپیل دعائے صحت ﴾

دارالعلوم حقانیہ کے کاتب ابو عثمان محمد لطیف کیلانی کے بھائی گزشتہ دنوں سڑک کے ایک حادثے میں زخمی ہو گئے ہیں قارئین الحق سے دعائے صحت کی اپیل ہے .... (ادارہ)